72263 ـ قریبی رشتہ دار لڑکی سے شادی کرنا افضل ہے یا دور کی رشتہ دار لڑکی سے شادی کرنا

سوال

کیا مسلمان شخص کے لیے کسی ایسی لڑکی سے شادی کرنا افضل ہے جس سے اس کی کوئی رشتہ داری نہ ہو یا کہ رشتہ دار لڑکی سے شادی کرنا افضل ہو گا ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

فقہاء کرام کی ایك جماعت نے مستحب قرار دیا ہے کہ کسی اجنبی یعنی ایسی عورت سے جس سے آدمی کی رشتہ داری نہ ہو اور نہ ہی کوئی نسب نامہ ہو سے شادی کرنا مستحب ہے، اور اس کی کئی ایك علتیں بیان کی ہیں:

اول:

اولاد نجیب ہو گی، یعنی اس کی صفات اچھی ہونگی اور اس کا بدن قوی ہوگا، کیونکہ وہ اپنے چچاؤں اور ماموؤں کے اوصاف نہیں لےگا.

دوم:

ان کے مابین علیحدگی کا خدشہ جاتا رہے گا، کیونکہ علیحدگی میں قطع رحمی ہوتی ہے.

الانصاف میں درج ہے:

" دین والی اور زیادہ بچے جننے والی اور کنواری و حسب و نسب والی اجنبی عورت اختیار کرنا مستحب ہے " انتہی

دیکھیں: الانصاف (8 / 16).

اور مطالب اولی النھی میں درج ہے:

" اجنبی عورت ہو " کیونکہ اس کی اولاد نجیب ہو گا، اور اس لیے بھی کہ علیحدگی کا خدشہ ختم ہو جائیگا، کیونکہ رشتہ دار ہونے کی وجہ سے جب علیحدگی ہو تو یہ قطع رحمی کا باعث بنےگا جو کہ حرام ہے.

اور ايك قول يہ بھى ہے كہ: اجنبى اور غير رشتہ دار عورتيں زيادہ نجيب اولاد پيدا كرتى ہيں، اور چچا كى بيٹياں زيادہ صبر كرنے والياں ہوتى ہيں " انتہى

ديكھيں: مطالب اولى النھى (5 / 9).

اور امام نووى رحمہ اللہ المنھاج ميں كہتے ہيں:

" ديندار نسب والى جو كہ رشتہ دار نہ ہو اور كنوارى لڑكى اختيار كرنا مستحب ہے "

اور جلال المحلى اس كى شرح ميں كہتے ہيں:

" (اس كى قريبى رشتہ دار نہ ہو) يعنى وہ اس سے اجنبى ہو يا پھر دور كى رشتہ دار ہو... اور دور كى رشتہ دار كسى اجنبى عورت سے زيادہ بہتر ہے " انتہى

ديكھيں: شرح المحلى مع حاشيۃ قليوبى و عميرۃ (3 / 208).

آپ كا خيال ہے كہ اس مسئلہ ميں كوئى نص نہيں ہے ليكن انم صالحت كى بنا پر يہ فقھاء كا اجتھاد ہے، اور يہ چيز اشخاص اور رشتہ دارى كے اعتبار سے ايك دوسرے ميں مختلف ہوگى، ہو سكتا ہے كوئى شخص يہ رائے ركھے كہ اس كا رشتہ دار لڑكى سے شادى كرنے ميں ہى اس عورت اور اس كے خاندان كى حفاظت ہے، يا پھر وہ لڑكى بااخلاق بھى ہو سكتى ہے.

اصل يہى ہے كہ يہ نكاح جائز ہے، اور پھر نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے بھى تو زينب بنت جحش رضى اللہ تعالى عنہا سے شادى كى جو كہ ان كى پھوپھى كى بيٹى تھيں، اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اپنى بيٹى زينب رضى اللہ تعالى عنہا كى شادى ابو العاص سے كى جو زينب كى خالہ كے بيٹے تھے، اور علي رضى اللہ تعالى عنہ نے فاطمہ رضى اللہ تعالى عنہا سے شادى كى اور على فاطمہ رضى اللہ تعالى عنہا كے والد كے چچا كے بيٹے تھے.

شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ نے فقھاء كى علت يعنى بچہ نجيب ہوگا، اور قطع رحمى كا خدشہ ہے بيان كرنے كے بعد كہتے ہيں:

" انہوں نے جو كہا ہے وہ صحيح ہے، ليكن جب رشتہ داروں ميں كوئى ايسى لڑكى ہو جو دوسرے اعتبارات (يعنى دين اور حسب و نسب اور جمال) ميں اس سے بہتر ہو تو يہ افضل ہو گى، اور جب دونوں برابر ہوں تو پھر اجنبى اولى اور افضل ہے.

اور اس ميں يہ بھى ہے كہ: اگر چچا كى بيٹى ايك دين والى اور اخلاق كى مالك عورت ہو، اور اس شخص كے حالات

اور امکانات نرمی و معاونت کے محتاج ہوں تو بلاشك اس میں بہت بڑی مصلحت ہے.

اس لیے انسان اس معاملہ میں مصلحت کو مدنظر رکھے کیونکہ مسئلہ میں کوئی ایسی نص نہیں جس کو لیا جائے، اسی لیے اسے اس پر عمل کرنا چاہیے جس میں زیادہ مصلحت دیکھتا ہے " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (5 / 123).

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال کیا گیا:

رشتہ داروں میں شادی کرنے کرے متعلق کیا رائے ہے، اور کیا ایسا کرنا اولاد کو اپاہچ کرنے کا باعث بنتا ہے ؟

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

" کوئی ایسی حدیث نہیں ملتی جو رشتہ داروں میں شادی کرنے سے روکتی ہو، اور جس سے یہ علم ہو کہ رشتہ داروں میں شادی کرنا اپاہچ اولاد پیدا ہونے کا باعث بنتا ہے، بلکہ یہ سب کچھ تو اللہ سبحانہ و تعالی کی قضا و قدر سے ہوتا ہے، نہ کہ رشتہ داروں میں شادی کرنے کے باعث جیسا کہ لوگوں میں مشہور ہو چکا ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (18 / 13).

واللہ اعلم .